اداریہ:

دو اہم و جاوید واقعات

فصل نامہ ”راہ اسلام“ کا یہ شمارہ ایسے وقت پر شائع ہو رہا ہے جبکہ ملت اسلامیہ عالم تاریخ اسلام میں رونما ہونیوالے ان دو اہم واقعات کی یاد منانے میں لگی ہوئی ہے جن کی وجہ سے نہ صرف مذہب اسلام اور مسلمانوں کو نئی زندگی حاصل ہوگئی بلکہ اسلام و مسلمانوں کی عظمت و سربلندی و ابدیت و ہمیشگی کا بیمہ ہوگیا۔

ان میں سے پہلا اہم اور زندہ جاوید واقعہ ۶۱ھ میں کربلا کے میدان میں رونما ہونے والی حسین مظلوم، ان کی اولاد اور ان کے اصحاب و انصار کی جانگداز شہادت پر مشتمل ہے جو ہر سال لوگوں کے دلوں میں اس حسینی راہ وروش کی یاد تازہ کرتی ہے جو ایسے ظالم و ناپسندیدہ حکمرانوں کی زور گوئی اور دین سے انحراف کے مقابلے میں اپنائی گئی تھی جو اپنی غیر معمولی طاقت کے نشہ میں اسلامی شریعت کے نام پر جملہ اسلامی مقدسات کا مذاق اڑا رہے تھے اور جن کی ظالمانہ حرکتوں کو دیکھ کر ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اب حقیقی اسلام کا خاتمہ قریب آگیا ہے۔ جس حکومت کو اسلامی ارمانات کی تکمیل کی خاطر عدل وانصاف کے معیار کے مطابق قائم ہونا چاہئے تھا وہ قومیت کی بنیاد اور حاکموں کے ناپاک منصوبوں کی بنیاد پر قائم ہوئی تھی اور جس کا عزم و ارادہ و حوصلہ اتنا بلند تھا کہ پیغمبر اکرمؐ کے فرزند عزیز حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام سے بھی بیعت کا مطالبہ کر ڈالے اور حسین مظلوم جیسی عظیم شخصیت کو بھی اپنی ظالم اور منحرف حکومت کے سایہ میں زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور کر دینا چاہے۔ ان ظالم حکمرانوں کے مطالبۂ بیعت پر حسین مظلوم نے جو دنداں شکن اور گرانقدر جواب دیا تھا وہ تاریخ کے

صفحات میں ہمیشہ کے لئے ثبت ہے کہ اے یزید! کیا اپنے زعم ناقص میں تو نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ خانوادہ نبوت وطہارت سے وابستہ مجھ جیسا انسان تجھ جیسے شرابی اور دین مبین اسلام سے منحرف شخص کی بیعت قبول کرے گا۔ "ھیھات من الذلہ" یعنی افسوس! ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔ اپنے اس تاریخ ساز نعرہ کے سایہ میں وہ اپنے وفادار اصحاب کے ہمراہ قربان گاہ کربلا کی طرف بڑھتے چلے گئے اور ایک امام کی حیثیت سے جن کا ہر عمل حقیقی عقیدہ کا عملی رنگ وروپ ہوا کرتا ہے اور جن کے اعمال کی روشنی میں باطل کی بے راہ روی کی نشاندہی ہوجاتی ہے۔ ان کی اس شجاعانہ تحریک سے نہ صرف ظالموں کے حوصلے پست ہوگئے بلکہ ان کا انحراف پوری طرح ظاہر ہوگیا اور خدا کا دین ابدی زندگی سے مالا مال ہوگیا۔ حسینؑ مظلوم کی یہ روش صرف مسلمانوں کے درمیان ہی نہیں بلکہ غیر مسلموں کے درمیان بھی اس حد تک مقبول ہوئی کہ آج ان کا یہ قول ایک محاورہ کی حیثیت سے ہر خاص وعام کی زبان سے جاری ہے اور ہر آزادی طلب انسان یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔ اور بڑے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ یہ حسینی روش آنے والی نسلوں کے درمیان میں بھی مقبول رہے گی۔ حسین ابن علی علیہ السلام اور ان کے اصحاب وانصار پہ ہمارا لاکھوں سلام۔ یقیناً یہ لوگ اسلام کے دھڑکتے ہوئے دل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس سلسلے کا دوسرا واقعہ انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی سے وابستہ ہے جو درحقیقت حسینؑ مظلوم کی زندہ جاوید تحریک کے درخشاں نتائج میں سے ایک ہے۔

امام خمینیؒ کی قیادت میں اسلامی انقلاب ایسے وقت میں رونما ہوا جبکہ عالمی تعلقات کے مختلف شعبوں میں دین ومذہب کو مناسب درجہ ومقام حاصل نہ تھا اور بین الاقوامی توازن میں دین کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ عالمی سطح پر اگرچہ مسلمانوں کی آبادی کچھ کم نہ تھی اور وسائل وامکانات کے اعتبار سے بھی یہ قوم پوری طرح مالا مال تھی لیکن ان پر دو بڑی طاقتوں کا غیر معمولی دباؤ قائم تھا اور ایرانی حکومت قوم مغرب کے ظالمانہ مفاد ومصالح کی حفاظت میں نہ

صرف ایک مسلح چوکیدار کا کام انجام دے رہی تھی بلکہ گرانقدر وعظیم ثقافتی میراث سے مالامال ایرانی حکومت علاقائی اسلامی ممالک کے خلاف غاصب صیہونی اسرائیلی حکومت کے دفاع میں بھی سرگرم تھی۔

اسلامی انقلاب نے اپنی عظیم الشان کامیابی کے بعد عالمی روابط کے توازن کو درہم برہم کردیا اور بین الاقوامی سطح پہ از سر نو تشکیل پانے والے عالمی تعلقات میں دین کو خصوصی اہمیت کا حامل بنادیا۔ اس انقلاب نے ایران کو پوری طرح مستقل اور مظلوموں کا طرفدار بنادیا اور مسلمانوں کو ایسی عزت وعظمت عطا کردی کہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد برسوں گزر گئے لیکن آج بھی اس ملک میں جو حکومت قائم ہے وہ ایسی دینی حکومت ہے جس میں عوام کو غیر معمولی فضیلت حاصل ہے اور ملک کے سیاسی، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی شعبوں میں مسلمانوں کا اثر ورسوخ روز بروز بڑھتا جارہا ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا تاوقتیکہ امت اسلامیہ اپنی حقیقی عزت وعظمت کو حاصل کرنے میں ہمہ تن کامیاب ہوجائے۔ اسلامی انقلاب کی راہ وروش درحقیقت ہر اعتبار سے حسینی روش ہے جس میں ناجائز تسلط اور دباؤ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا گیا ہے اور اس انقلاب نے عالمی معاملات ومسائل کو حل کرنے کے لئے طاقت واسلحہ کے استعمال کے بجائے قوموں اور ثقافتوں کے درمیان گفتگو کی تجویز پیش کی ہے اور عدل وانصاف پہ مبنی صلح وسلامتی کی خاطر اتحاد کی دعوت دی ہے جس کا دنیا کے اکثر ملکوں نے کھلے دل سے استقبال کیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ دنیا کے مسلمان ہی نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ انصاف پسند اور صلح دوست افراد امام حسین علیہ السلام کی راہ وروش سے مکمل واقفیت وآگاہی حاصل کرتے ہوئے اس کی بھرپور پیروی کے ذریعہ اس دنیا کو فریب وظلم سے دور رکھنے میں ہر ممکن تعاون سے کام لیں گے اور خداوند عالم کے رحم وکرم کے سایہ میں دنیائے بشریت کو مہلک اسلحوں سے نجات فراہم ہوجائے گی۔

☆☆☆☆